IRJAIS -Vol: 02, Issue: 02, Jun-Dec 2022
PP: 60-76

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

معاصر بینکاری کا اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Contemporary Banking in Islamic Perspective

***Dr.Abdul manan cheema** *<abdulmanan522@gmail.com >*
PhD Islamic studies University of Sargodha
** ***Hassan Akram*** *<hassan.research1@gmail.com >*
PhD Scholar (Management Sciences Bahria University Lahore Campus.,
*** ***Khalil-ur-rehman*** *<Khalil.research@gmail.com >*
lecturer ,Lahore business school, university of Lahore.,

Version of Record
Received: 30-Oct-22; **Accepted** :10-Nov-22; **Online/Print**: 12-Nov-22

ABSTRACT

Syed Banks have a significant and pivotal role in present global economic system. Bank plays the role of financial intermediary and provides financial services to society. Conventional Banking is based on the common practice of lending money on a fixed and very high rate of interest. Interest is clearly prohibited as per instructions of Quran and last prophet Hazrat Muhammad (SAW). Since the banking interest is "RIBA", therefore, it is completely prohibited in Islam. So, it must be banned in banking system by State of Pakistan as per directives of Federal Shariat Court. This study highlights the concept of interest based banking system and its harmful implications to society. Further, this study also elaborates how Islamic banking system is showing robust growth around the globe which makes it a complete solution and replacement of conventional interest based banking system not only for Muslims but also for present global financial system crises. However, Dr. Saqib`s "Akhuwat" is playing a leading role to introduce Islamic banking system without interest at global level. Constructive and positive role of "Akhuwat" is commendable. In this article, Contemporary banking system has been analyzed in the light of Islamic teachings...

Keywords*: Contemporary Banking, Interest, Capitalism, Islamic Perspective, Akhuwat.*

تمہید:

موجودہ عالمی معاشی نظام میں بینکوں کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ بینک مالیاتی ثالث کا کردار ادا کرتا ہے اور معاشرے کو معاشی خدمات فراہم کرتا ہے۔روایتی بنک صارفین کو ایک مقررہ شرح سود پر قرض دیتے ہیں۔ اسلام سودی لین دین سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ چونکہ روایتی بینکنگ کا نظام سود "RIBA" پر مبنی ہے، اس لیے یہ مکمل طور پر ناجائز اور حرام ہے۔ اسلام میں سودی بینکاری کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ پاکستان اسلامی نظریاتی ملک ہے۔اس لئے پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت نے ریاست پاکستان کو بینکنگ سسٹم میں سود پر پابندی عائد کرنے کی ہدایت کر رکھی ہے۔اس لئے عصر حاضر میں جلد از جلد اسلامی بینکاری نظام کا قیام عمل میں لانا ہمارا قومی و شرعی تقاضا ہے۔اسلامی بینکاری کے قیام میں نہ صرف عالم اسلام بلکہ عالمی معاشی بحرانوں کا بھی مکمل حل بھی پایا جاتا ہے۔ سود پر مبنی روایتی سودی بینکاری نظام کا متبادل اسلامی بینکاری رواج دینے میں پوشیدہ ہے۔ڈاکٹر امجد ثاقب کی "اخوت" بلاسود بینکاری متعارف کرانے میں پیش پیش ہے۔اخوت کا تعمیری اور مثبت کردار مالیاتی اداروں کے لئے لائق تقلید اور مثال ہے۔زیر نظر مضمون سود پر مبنی موجودہ بینکاری نظام اور معاشرے پر اس کے مضر اثرات پر روشنی ڈالتا ہے۔اس میں اسلامی تعلیمات کے تناظر میں معاصر بینکاری نظام کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

سابقہ تحقیق کا جائزہ:

بینکاری عصر حاضر کا اہم موضوع ہے۔اہل فکر و دانش نے اس موضوع پر عمدہ اور تحقیقی کام کیا ہے۔ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی کتاب "غیر سودی بینکاری" معاصر بینکاری پر ایک اہم اور معلومات افزا تصنیف ہے، یہ کتاب اسلامک پبلیکیشنزلاہور سے 1975ء میں شائع ہوئی۔اس میں بینکاری کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تفصیلاً پیش کیا گیا ہے۔ "معاشیات اسلام" سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تصنیف ہے جس میں عصری تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلامی معاشی نظام کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔یہ کتاب اسلامک پبلی کیشنز لاہور سے 1988ء میں شائع ہوئی۔عصر حاضر میں بینکاری پر "قرضوں کی جنگ" اہم تصنیف ہے جو انجمن خدام القرآن لاہور سے 2006ء میں پبلش ہوئی۔ "غیر سودی بینکاری" کے مصنف مولانا محمد تقی عثمانی ہیں۔مکتبہ معارف القرآن کراچی نے اس تصنیف کو 2009ء میں پبلش کیا۔یہ کتاب موجودہ عالمی نظام معیشت کو اسلامی تناظر میں دل نشین انداز میں روشناس کرواتی ہے۔ڈاکٹر شاہدہ پروین کا ریسرچ آرٹیکل "اسلامی بینکاری، حال اور مستقبل"، ریسرچ جرنل "جہات الاسلام" دسمبر 2011ء میں چھپا۔ڈاکٹر صاحبہ کا یہ مضمون اسلامی بینکاری کے موضوع پر ایک جاندار کام کی حیثیت رکھتا ہے۔ "معاصر اسلامی بینکاری پر" نظریہء اباحت کے اثرات: ایک تجزیاتی مطالعہ "ڈاکٹر عزیز اور محمد شاکر کا مشترکہ ریسرچ آرٹیکل ہے جو ریسرچ جرنل "اسلامی تہذیب و ثقافت" (جولائی۔دسمبر 2018ء) میں شائع ہوا۔سکالرہ عمارہ خان اور ڈاکٹر طاہرہ بشارت نے اپنے ریسرچ آرٹیکل بعنوان "معاصر اسلامی بینکاری کی شرعی بنیادیں تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ" پیش کیا ہے۔جو تحقیقی مجلے "احیاء العلوم" (جون 2020) میں شائع ہوا۔ عصر حاضر میں بلاسود بینکاری کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا بھر میں اس پر کانفرنسز منعقد ہو رہی ہیں اور بلاسود بینکاری پر دنیا بھر میں ریسرچ ورک ہو رہا ہے کیونکہ سودی بینکاری نے دنیا کی معاشی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔مذکورہ بالا تصانیف و

مضامین کے علاوہ بھی بینکاری پر کسی نہ کسی سطح پر کام کیا گیا ہے۔البتہ معاصر بینکاری کے مضر اثرات کو تعلیمات اسلامی کے تناظر میں پیش کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ دور حاضر میں بینکاری کی اہمیت و افادیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے "معاصر بینکاری کا اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ" کا عنوان منتخب کیا گیا ہے۔

منہج تحقیق:

زیر نظر تحقیقی مقالہ میں بینکاری کے حوالے سے بنیادی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔تاہم بعض مقامات پر ثانوی مصادر سے بھی ریسرچ میٹریل حاصل کیا گیا ہے۔ موضوع سے متعلق تازہ ترین معلومات حاصل کرنے کے لئے جدید ٹیکنالوجی (انٹرنیٹ) کا بھرپور استعمال کیا گیا ہے۔ مستند تحقیقی مواد سے استفادہ کے لئے سیالکوٹ کی گورنمنٹ علامہ اقبال لائبریری اور سیرت سٹڈی سنٹر کینٹ کا وزٹ کیا گیا۔اسلامی بینکاری کی عصری معنویت واضح کرنے کے لئے مختلف چارٹس ترتیب دیے گئے ہیں۔عصر حاضر میں بلاسود بینکاری کی عملی مثال پیش کرنے کرلئے ڈاکٹر امجد ثاقب کے ادارے "اخوت" کا خاص طور پر تذکرہ کیا گیا ہے۔قرآنی آیات کا اردو ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری کے "القرآن الکریم" (فاران فاؤنڈیشن،لاہور،2013ء) سے لیا گیا ہے۔ مقالہ کے آخر میں سودی بینکاری سے چھٹکارہ پانے کے لئے کچھ سفارشات و تجاویز دی گئی ہیں۔

عالمی مالیاتی نظام میں معاصر بینکاری کا کردار:

جدید معاشی معاملات میں معاصر بینکاری کا نظام ریڑھ کی ہڈی کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ بینکاری نظام کا بنیادی کردار مالیاتی ثالث کا ہے ۔جو سرمایہ کی منتقلی میں مدد کرتا ہے اور یہی معاشی سرگرمی صنعت و حرفت کے فروغ کا باعث بنتی ہے۔ دورِ حاضر میں کاروباری وسعت محفوظ طریقہ سے سرماؤں کی منتقلی اور مطلوبہ مقام پر پیسوں کی فراہمی کی متقاضی ہے،اس وقت بینک ہی ایسا ادارہ ہے جو اس ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔ بینک کا اصل مقصد رقم کی حفاظت کرنا اور صارفین کو جمع شدہ رقوم فراہم کرنا ہے، جو بنیادی طور پر سود (ربا) پر مبنی ہے۔[1] بینک دورِ حاضر کی ایک مفید چیز ہے لیکن ایک شیطانی عنصر (ربا) کی موجودگی نے اسے ناپاک و ناجائز کر دیا ہے۔ بینک بہت سی ایسی خدمات سرانجام دیتا ہے جو موجودہ زمانہ کی تمدنی زندگی اور کاروباری ضروریات کے لیے مفید بھی ہیں اور ناگزیر بھی۔مثال کے طور پر رقوم کا ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنا اور ادائیگی کا انتظام کرنا۔ بیرونی ممالک سے بزنس کی سہولیات بہم پہنچانا، قیمتی اشیاء کی حفاظت کرنا،اعتماد نامے، سفری چیک،نوٹ جاری کرنا،کمپنیوں کے حصص کی فروخت کا انتظام کرنا اور بہت سی وکیلانہ خدمات جنہیں تھوڑے سے کمیشن پر بینک کے سپرد کر کے آج ایک معروف آدمی بہت سارے مسائل سے چھٹکارہ حاصل کر لیتا ہے۔ سود (ربا) نے بینک کی ان ساری منفعتوں کو الٹ کر رکھ دیا ہے۔ سرمایہ کی کشش سے بینکوں میں مرتکز ہونے والا سرمایہ چند خود غرض سرمایہ داروں کی دولت بن کر رہ جاتا ہے۔[2] قدیم زمانہ کے منتشر مہاجنوں و ساہوکاروں کی بہ نسبت آج کے منظم ساہوکاروں کا اثر کئی گنا بڑھ زیادہ بڑھ چکا ہے اور دولت ان کے پاس مرتکز ہو کر رہ گئی ہے۔ دورِ جدید میں اربوں روپے کا سرمایہ ایک بینک میں اکٹھا ہو جاتا ہے، جس پر

[1] خالد سیف اللہ، بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز کے شرعی احکام، دارالاشاعت کراچی، 2008ء، ص9

[2] سید ابوالاعلیٰ مودودی، معاشیات اسلام، اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور 1988ء، ص-291-292

چند با اثر ساہو کار قابض و متصرف ہو جاتے ہیں۔ بینکوں کے پورے نظم و نسق اور ان کی پالیسی پر چند مٹھی بھر ساہو کاروں کا قبضہ ہوتا ہے۔ سود کے حرص و لالچ کی بدولت لوگوں کی کثیر تعداد اپنی رقم بینکوں میں جمع کروا دیتی ہے۔[3]

عالمی مالیاتی نظام معاصر بینکاری کے سہارے قائم ہے۔ مال کی آمد و رفت، سرمایہ کاری، حفاظتِ سرمایہ اور تمام معاشی سرگرمیاں بنک کے ذریعے وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ بنک قرض اور اس سے حاصل ہونے والے شرح منافع سے چلتا ہے۔ پسماندہ ممالک کے ساتھ ساتھ یورپی ممالک بھی اس مرض کا شکار ہیں۔ امریکہ میں بینکوں کو اپنی مالیت سے 10 گنا زیادہ قرض دینے کی اجازت دی گئی ہے، ہر ملک سونے کی بجائے کاغذ اور سیاہی کی قیمت پر قرض دیکر کمارہا ہے۔[4] جدید معیشت میں سود اور سودی بزنس کلیدی اہمیت کا حامل ہیں۔ بینکنگ کا پورا نظام سود پر قائم ہے، بینکنگ کا نظام بنیادی، مفید اور ناگزیر خدمات سرانجام دیتا ہے، دورِ جدید میں بینکنگ کے بغیر ترقی یافتہ معیشت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔[5]

Diamond لکھتا ہے:

> "As per theory of financial intermediation, the banks/financial intermediaries convert short term liquid liabilities into long term illiquid loans."[6]

Della Thompson بنک کا معاشی کردار بیان کرتا ہے:

> "Bank: a financial establishment which uses money deposited by customers for investment, pays it out when required, makes loans at interest, exchange currency etc."[7]

انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

> "Bank; an institution that deals in money and its substitutes and provides other financial services. Bank deposits and makes loans and derives a profit from the difference in the interest rates paid and charged, respectively."[8]

مذکورہ بالا اقتباسات سے عالمی نظامِ معیشت میں معاصر بینکاری کے بنیادی کردار کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ موجودہ بینکاری سودی معیشت کی بنیاد پر پروان چڑھ رہی ہے۔ درحقیقیت معاصر بینکاری کا دارومدار سودی لین دین پر ہے۔

---

[3] سید ابوالاعلیٰ مودودی، سود، اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور، س-ن، ص۔104

[4] محمد ایوب، قرضوں کی جنگ، انجمن خدام القرآن لاہور، 2006ء، ص۔12

[5] ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، غیر سودی بینکاری، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، 1975ء، ص۔11-12

[6] Diamond, D. W., & Dybvig, P. H. ,Bank runs, deposit insurance, and liquidity. Journal of Political Economy, 91(3),1983,pp. 401–419

[7] Della Thompson,The Concise Oxford Dictionary,Clarendon Press.Oxford,1995,p.99

[8] The New Encyclopedia Britannica,Vol-1 , 15th Edition,EncyclopediaBrittanica, Inc.,1992,p.870

معاصر بینکاری اور سود (ربا)

ربا کے لغوی معنی زیادتی کے ہیں۔ فارسی اور اردو میں اسکا اصطلاحی ترجمہ "سود" کیا جاتا ہے اس کو "ربوا" اور "رِبا" دونوں طرح لکھا جاسکتا ہے۔[9] اسلام سے پہلے عرب میں معاشی استحصال کا دور دورہ تھا اور سود در سود کے جال نے نسل در نسل غریبوں کا جینا دو بھر کر دیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ہر قسم کے سود (Interest) کو ممنوع قرار دے دیا۔ ڈاکٹر امتل چودھری لکھتے ہیں:

> "Before Islam emerged in Arab; it was a common practice to lend money on a fixed and very high rate of interest, May it was for purely consumption purposes, e-g. To meet one's day to day requirements or to face some contingencies. People become rich by charging manifold the principal as usury and once in the clutches of these money lenders, a poor person found himself unable to get out of that, generation through generation."[10]

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

> "Riba lit. Increase as a technical term, usury of capital for which no compensation is given"[11]

سعودی مونیٹری ایجنسی کے ماہر معاشیات ایم عمر چھاپرا لکھتے ہیں:

> "Riba litterly means increase ,addition ,expansion or growth which has been prohibited by Islam .In the shariah ,riba technically refers to the premium that must be paid by the borrower to lender along with the principal amount as a condition for the loan or for an extension in its maturity."[12]

انٹرسٹ (سود) ایک معاشی اصطلاح ہے اور بکثرت رِبا کے معنی میں بھی استعمال ہوتی ہے لیکن دونوں اصطلاحوں میں ایک علمی فرق ہے، معاشیات میں دراصل اس صلے کو کہا جاتا ہے جو کسی عمل پیدائش میں سرمایہ لگانے والے کو سرمایہ لگانے کے معاوضے میں ملتا ہے خواہ وہ سرمایہ کسی شکل مین ہو۔ رِبا اس رقم کو کہتے ہیں جو قرض دینے والا قرض کے معاوضے میں طے کر کے وصول کرتا ہے۔ جو "انٹرسٹ" بینک اپنے قرض داروں سے لیتا اور امانتداروں کو دیتا ہے وہ رِبا میں داخل ہے۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ آجکل بینکوں کا سارا نظام سود پر قائم ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں سود ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، سود خور کا دل پتھر کی مانند ہوتا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتا جاتا ہے۔ معاشرے کا ایک طبقہ محنت کے بغیر دولت سمیٹتا جاتا ہے جبکہ دوسرا محنت و

---

[9] مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، 1997ء، ص376

[10] Dr.Amatul R. Chaudhry, Islamic Economic System in the life of the Holy prophet, Quarterly. Research Journal, Vol 22:No.66,2000-2001,University of the Punjab Lahore,P-22

[11] The Encyclopedia of Islam ,Vol-8,Leiden,E.J.Brill,1995,p.491

[12] M.Umar Chapra ,Towards a Just Monitory system ,the Islamic foundation, London ,p.56

مشقت کے باوجود اپنی محتاجی سے نہیں نکل سکتا۔ دورِ حاضر میں سب سے بڑا سرمایہ دار اور سود خور ملک امریکہ ہے جس نے پاکستان سمیت دنیا بھر کے ممالک کو سود پر قرضہ دے رکھا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام دنیا کے بیشتر ممالک اور پاکستان میں رائج ہے، سرمایہ دارانہ نظام ٹیکس اور سود کی بنیاد پر دنیا بھر میں رواں دواں ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں ایک طبقہ دوسرے طبقے کا استحصال کر رہا ہے، ایسے نظام کو فلاحی نظام نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ ایک استحصالی نظام ہے۔[13]

سرمایہ دارانہ نظام عوام کا استحصال کرتا ہے، معاشی طبقاتی نظام اس کا خاصہ ہے، اسی وجہ سے دنیا بھر میں معاشی کشمکش کا لامتناہی سلسلہ جاری وساری ہے۔ ستم کی بات یہ ہے کہ یہ نظام عصری معیشت کے تمام شعبوں پر محیط ہے۔ اشتراکی نظام معاشی مساوات کا نعرہ لگا کر طبقاتی نظام کو مٹاتے مٹاتے انسانوں کے بنیادی حقوق کو پامال کر دیتا ہے۔ اشتراکیت ایک غیر فطری نظامِ معیشت ہے۔ جبکہ سرمایہ دار نظام کی بنیاد سرمایہ پر ہے جو ایسے لوگوں کو پیس کر رکھ دیتا ہے جن کے پاس سرمایہ نہیں۔ سود کے ذریعے معیشت کی رگ رگ سے خون نچوڑ لیتا ہے جبکہ اسلام ایک فطری، ہمہ گیر اور جامع نظامِ معیشت پیش کرتا ہے۔[14] کارل مارکس کے اقتصادی مساوات بزور شمشیر اور غیر فطری و مصنوعی طریقوں سے نافذ کی جاتی ہے جبکہ اسلام کے نزدیک یہ مساوات فرد کی روحانی تعلیم وتربیت اور اس کے دل میں دوسرے انسانوں کے لیے ہمدردی اور اخوت کے جذبات کی نشوونما سے خود بخود وجود میں آتی ہے۔ اسلام ایسے اقتصادی نظام کو ہمیشہ قائم رکھنے حامی ہے جس میں دولت مندوں سے کچھ روپیہ لے جماعت کے مفلس لوگوں کی بنیادی معاشی ضروریات مثال کے طور پر خوراک، رہائش اور لباس کا انتظام کر دیا جائے۔[15] اسلام کا معاشی نظام دنیا کا واحد معاشی نظام ہے جس کا تفاعلِ صرفِ دولت منضبط ہے جبکہ سرمادارانہ نظام ہو یا اشتراکی نظامِ معیشت صرفِ دولت پر کوئی انضباط و پابندی نہیں ہے۔[16] سودی کاروبار ایک استحصالی نظام ہے اس لئے قرآن وسنت میں سود پر مبنی ہر قسم کے کاروبار سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ "[17]

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سود بیچنا بھی (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام تو جس کے پاس خدا کی نصیحت پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آگیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اس کا اور

---

[13] عبدالرحمن کیلانی، اسلامی معیشت اور سود، منہاج القرآن، لاہور، جنوری-اپریل 1992، ص۔ 57-58

[14] ممتاز احمد سالک، درجاتِ معیشت اور اسلام، منہاج القرآن، لاہور، جنوری۔اپریل 1992ء، ص۔ 153-154

[15] ڈاکٹر رفیع الدین، قرآن اور علم جدید، آل پاکستان اسلامک ایجو کیشن کانگریس لاہور س۔ن، ص۔ 406

[16] فائزہ احسان صدیقی، پروفیسر، اسلام کا نظامِ صرفِ دولت، اور انفاق، رب پبلشرز، کراچی، 2008ء، ص۔ 9

[17] البقرہ، 2:275

(قیامت میں) اس کا معاملہ خدا کے سپرد اور جو پھر لینے لگے گا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں جلتے رہیں گے "

قرآن کریم میں سود (ربا) کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ سود (ربا) پر قرض کا لین دین ناجائز ہے۔ خواہ وہ قرض نجی مصارف کے لیے ہو یا کاروبار و تجارت کے لیے۔ کیونکہ قرآن پاک کی نص عام ہے اور تاریخی اعتبار سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اہلِ عرب تجارت اور کاروبار ہی کے لیے سودی قرض کا رواج تھا۔ ارشادِ نبویؐ ہے:

"عَنْ جَابِرٍ، قَالَ:لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ:هُمْ سَوَاءٌ"[18]

"حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے، لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی اور یہ سب لوگ گناہ میں برابر کے شریک ہیں"

مذکورہ بالا روایت سے اسلام میں ربا (سود) کی ممانعت واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ کیونکہ سود کی تباہ کاریوں نے ہمیشہ ہی غریب کے خون سے آبیاری کی ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے اللہ اور اسکے رسول سے اعلانِ جنگ کے مترادف قرار دیا ہے، اور سرکار دو عالم کی کم و بیش 40 احادیث اس کی مذمت پر مشتمل ہیں سود کی مختلف شکلوں نے معاشرہ و معیشت کو اپنے احاطہ میں اسطرح لیا ہے کہ اس سے نکلنا فرطِ قتاد کے مترادف ہے۔[19] بینکاری کا بنیادی ڈھانچہ سود پر کھڑا ہے اور بدلتے دور کے ساتھ ساتھ بہت سی جدید صورتیں سامنے آرہی ہیں اسلامی معاشرہ اور سودی نظام ایک دوسرے کی ضد ہیں، ایک کا وجود دوسرے کی نفی ہے اور یہ دونوں بیک وقت پنپ نہیں سکتے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اسلام انسان کی فکری نشو و نما کے ساتھ ساتھ معاشی و مالیاتی امور میں قدم قدم پر رہنمائی کرتا ہے۔ دورِ جدید میں ایک ایسے اسلامی مالیاتی ادارے کی ضرورت ہے جہاں لوگ اپنی رقوم جمع کرنے اور دنیا بھر میں صرف و ترسیل کے لیے فائدہ اٹھا سکیں۔[20] اسلامی شریعت نے تجارتی قرضوں کے لیے مضاربت اور شخصی قرضوں کے لیے قرضِ حسنہ، صدقات، نظامِ زکوٰۃ اور بیت المال کی آپشن موجود ہے۔ دورِ حاضر میں کچھ لوگ سودی بینکاری میں رضامندی کی شرط پر سود کو جائز قرار دیتے ہیں، حالانکہ فریقین کی رضامندی کی شرط صرف حلال چیزوں میں ہوا کرتی ہے، جیسے تجارت یا نکاح وغیرہ۔ حرام چیزوں یا معاہدات میں رضامندی کی شرط ہی سرے سے باطل ہے۔ فریقین کی رضامندی زنا یا جوے کو جائز نہیں بنا سکتی۔ حالانکہ مذکورہ دونوں کا بسا اوقات باہمی رضامندی سے ہی طے پاتے ہیں خواہ سود لینے والا شرح سود کی تعین کرے یا سود دینے والا، ان باتوں سے سود کی حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔[21] نجران کے عیسائیوں کو جب اسلامی حکومت کے تحت اندرونی خود مختاری دی گئی تو عہد نامہ میں ان سے یہ شرط طے کر لی گئی کہ نہ وہ سود کھائیں گے نہ سودی کاروبار کریں گے۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر سود جیسی

---

18 مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، دار إحیاء التراث العربي – بیروت، حدیث: 1598

19 مجاہد الاسلام قاسمی، جدید فقہی مباحث، جلد دوم، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، س-ن، ص-424

20 شاہدہ پروین، اسلامی بینکاری، حال اور مستقبل، جہات الاسلام، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، جولائی – دسمبر 2011 ص-161

21 عبدالرحمٰن کیلانی، اسلامی معیشت اور سود، ص-81-82-84

لعنت کو حرام قرار دیا ہے اور جو باز نہ آئے۔ سود خوری ایسا قبیح گناہ ہے کہ اسے اللہ اور رسول کریم ﷺ کے خلاف اعلانِ جنگ کہا گیا ہے۔[22] دنیا کے قدیم وجدید معاشروں میں سود کی شکل میں معاشی استحصال اہل ثروت کی طرف سے درست سمجھا جاتا ہے، سود (ربا) بین الاقوامی سطح کے معاشی معاملات میں کینسر کے پھوڑے کی طرح اپنی جڑیں پھیلا چکا ہے۔ اسلام سودی بینکاری کی بجائے قرضِ حسنہ کا ادارہ قائم کرنے کا خواہاں ہے۔[23] 1965ء میں جامعہ ازھر کے مجمع البحوث الاسلامیہ نے بارے میں واضح رائے دی تھی کہ بنک انٹرسٹ Bank Interest "ربا" ہے۔ پوری دنیا کے 75 جید ترین مفکرین نے اس امر پر اتفاق کیا تھا کہ بنک انٹرسٹ سود (ربا) ہے اور حرام و ناجائز ہے۔[24]

بنک اگرچہ بہت سی معاشی سرگرمیاں سرانجام دیتا ہے، جن میں بعض بعض سرگرمیاں مثبت، تعمیری، ضروری اور جائز بھی ہیں لیکن اس کا اصل مقصد سرمایہ کو سودی لین دین میں لگانا ہوتا ہے۔ بنک کاروباری لوگوں سرمایہ فراہم کرتا ہے اور ان سے سودی منافع کماتا ہے اور اس کے منافع کا سب سے بڑا ذریعہ یہی سودی روپیہ ہوتا ہے۔[25] سودی بینکوں میں جو قرضے جاری کیے جاتے ہیں ان کا حقیقی اثاثوں سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا اس لیے وہ مصنوعی زر پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہوتے ہیں جن کے پیچھے کوئی حقیقی مالیت نہیں ہوتی اور جس کی وجہ سے پوری دنیا کی معیشت ایک غبارے کی شکل اختیار کر گئی ہے۔[26]

سود (ربا) ایسا قبیح ترین جرم ہے جسے نہ صرف تمام الہامی مذاہب نے گناہ و جرم قرار دیا ہے بلکہ اکثر و بیشتر فلاسفروں نے بھی سود کو معاشرے کے لیے بدترین برائی اور تباہ کن جرم قرار دیا ہے، مشہور و معروف فلسفی ارسطو نے سود کی آمدنی کو قابلِ نفرت آمدنی قرار دیا ہے، سود قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔[27] دورِ جدید کے کچھ فلسفی یا پروفیسر سود کو اپنے اپنے مذاہب عیسائیت، یہودیت یا اسلام کے معاشی اصولوں کی مخالفت کرتے ہوئے جائز قرار دے رہے ہیں تو اس کی بنیادی وجہ ان کی خود غرضی اور لالچ ہے، جیسا کہ ان مذکورہ حضرات کی خود غرضی کا پردہ چاک کرتے ہوئے نوبل انعام یافتہ برٹرینڈ رسل لکھتے ہیں:

> "Philosophers, whose incomes are derived from the investments of universities, have favored interest ever since they choose to be ecclesiastics and therefore connected with landowning"[28]

دورِ حاضر میں قوموں کی معاشی بدحالی کی سب سے بڑا سبب و محرک سود پر مبنی کاروبار اور سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ اسلامی معاشروں میں

---

[22] ریاض الحسن نوری، سود: قبیح ترین جرم، منہاج القرآن، جنوری-اپریل 1992، لاہور، ص۔ 122-124

[23] ڈاکٹر محمد سلیم، کسبِ معاشی کا اسلامی طریقہ، منہاج القرآن، جنوری—اپریل 1992ء، لاہور، ص۔ 183-184

[24] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضراتِ معیشت و تجارت، الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب لاہور، ص401

[25] ڈاکٹر محمود الحسن عارف، موجودہ بینکنگ اور اسلامی بینکاری، منہاج القرآن، لاہور، جنوری-اپریل 1992، ص۔ 18

[26] مولانا محمد تقی عثمانی، غیر سودی بینکاری، مکتبہ معارف القرآن کراچی، 2009ء، ص۔ 237

[27] ریاض الحسن نوری، سود: قبیح ترین جرم، ص۔ 124

[28] ایضاً

سود (ربا) کاروبار کی اجازت دینا نا قابلِ معافی سماجی و معاشی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی بینکاری کا آغاز:

اسلامی بینک سے مراد ایسا معاشی ادارہ ہے جو تمام معاشی معاملات کو شرعی احکام کے مطابق انجام دیتا ہے۔[29] اسلامی بینکاری کا آغاز 1963ء میں مصر سے میت غمر کے اسلامی بینک سے ہوا۔ 1950ء اور 1951ء میں شیخ احمد ارشاد نے اسلامی بینکاری کی ہلکی سی کاوش پاکستان میں بھی کی تھی۔ 1969ء میں ملائشیا میں تبونگ حاجی کے نام سے ایک مالیاتی ادارہ قائم کیا گیا۔ 1971ء میں مصر میں ناصر سوشل بینک قائم کیا گیا۔ 1975ء میں شہزادہ فیصل کی کاوشوں سے اسلامی ترقیاتی بنک قائم کیا گیا۔ 1975ء میں ہی دوبئی اسلامی بینک اور 1977ء میں کویت فنانس ہاؤس کا ادارہ قائم ہوا۔ ماہرینِ اسلامی بینکاری 70 کے عشرے کو اسلامی بینکاری کے جنم لینے کے عشرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔[30] اسلامی بینکوں میں مضاربہ، مشارکہ، مرابحہ، اجارہ، سلم اور استصناع جیسی چھ اسلامی پروڈکٹس پیش کی جارہی ہیں۔[31] سرمایہ کار اسلامی بینکاری کی طرف راغب ہو رہے ہیں، اسلامی بینکوں میں رائج معاملات جیسے اجارہ، مشارکہ، مرابحہ، متناقصہ وغیرہ سے بینک کا اصل مقصد لوگوں کی مالی ضرورتیں پوری کر کے نفع کمانا ہے۔ جب اجارہ اور شراکت کے نام پر صرف فنانسنگ کے ذریعے فائدہ حاصل کرنا مقصود ہو گا تو وہ معاملہ جائز نہیں ہوتا کیونکہ معاملات میں الفاظ نہیں بلکہ مقاصد کو دیکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ اعمال کا دارومدار درست نیت پر ہوتا ہے۔ اسلامی مالیاتی صنعت میں تکافل کمپنیاں، مالیاتی ادارے، مالیاتی اثاثہ جات کی منتظم کمپنیاں، تعلیمی و تحقیقاتی ادارے اور اسلامک کیپٹل مارکیٹس وغیرہ شامل ہیں۔ اسلامی مالیاتی اداروں کی تشکیل کا بنیادی مقصد ایک ایسا نظام وضع کرنا ہے جو پائیدار ہو، معیشت کی ترقی اور معاشی ضروریات کو پورا کرنے میں ریاست و حکومت کی معاونت کرے تاکہ معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم کے ساتھ ساتھ سودی لین دین کا سدباب ممکن ہو سکے۔[32] بین الاقوامی اسلامی مالیاتی صنعت میں بینکاری دیگر شعبہ جات سے سبقت لے چکا ہے۔ اس وقت 70 فیصد اسلامی مالیاتی ادارے بینک ہی ہیں۔ اسلامی بینکوں میں کمرشل، ریٹیل، ہول سیل اور دوسرے بینک شامل ہیں۔ تاہم کمرشل بینکوں کی تعداد دوسرے بینکوں سے زیادہ ہے۔

---

[29] خالد حسین گورائیہ، اسلامی بینکاری کا ایک تاریخی و شرعی جائزہ، سہ ماہی البیان کراچی، جنوری تا جون 2013ء، ص۔ 18

[30] ایضاً، ص۔ 7۔8

[31] ایضاً، ص۔ 17

[32] Rashid, A., Yousaf, S., & Khaleequzzaman, M. (2017). Does Islamic banking really strengthen financial stability? Empirical evidence from Pakistan. International Journal of Islamic and Middle Eastern Finance and Management, 10(2), 130–148. https://doi.org/10.1108/IMEFM-11-2015-0137,accessed on 15 Febraury 2022

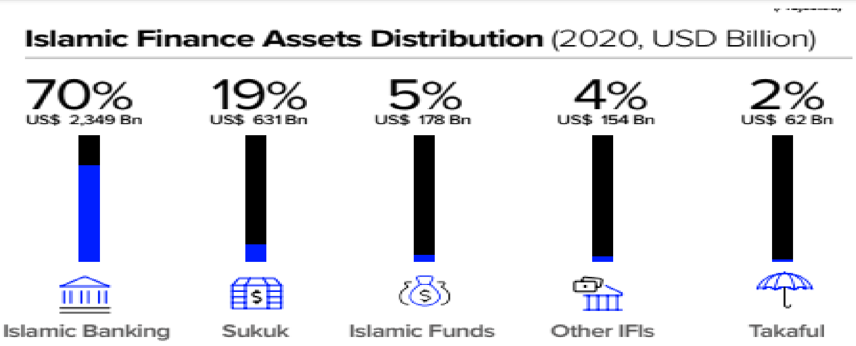

Chart 1: Distribution of Islamic Finance Assets[33]

پاکستان میں اسلامی بینکاری کا تجزیہ کرنے سے اندازہ ہو گا کہ اسلامی بینکوں کے اثاثے کل بینکوں کے اثاثوں کا 32 فیصد ہیں۔ اسی طرح اسلامی بینک کے ڈیپازٹ 29 فیصد ہیں۔ اسلامی بینکاری اثاثوں اور ڈیپازٹ نے ۲۰۲۱ میں بالترتیب 17 فیصد اور 18.7 فیصد کی اوسط سے افزائش پائی ہے۔ اسی تناظر میں بین الاقوامی اسلامی بینک سال ۲۰۲۰ کے اختتام پر یہ ۲۳۴۹ کھرب امریکی ڈالر کی مالیت رکھتے تھے ۔مندرجہ بالا اعداد و شمار سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلامی بینکاری بین الاقوامی سطح پر تیزی سے فروغ پا رہی ہے اسطرح مستقبل میں سودی بینکاری کا متبادل ثابت ہونے کا قوی امکان ہے۔ [34]

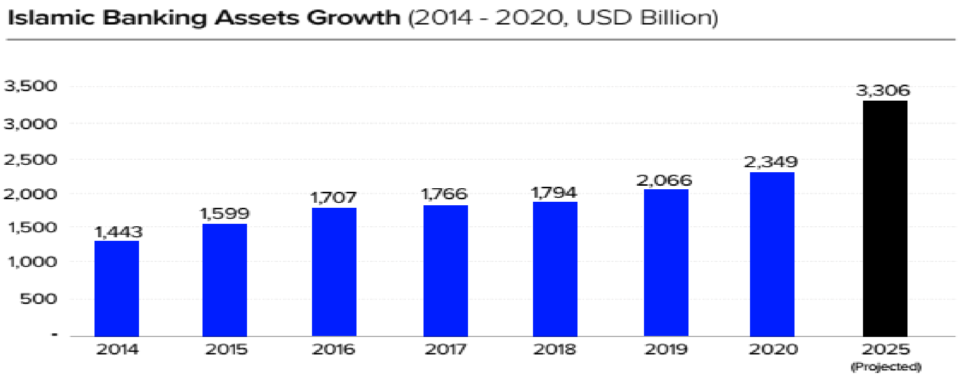

Chart 2: Growth of Islamic Banking Assets (2014 - 2020, USD Billion)

غور طلب امر یہ ہے کہ اسلامی بینکاری کے کن شعبوں یا صنعتوں میں اثاثوں اور انویسٹمنٹ زیادہ ارتکاز رکھتی ہے۔ سال 2020ء کے

[33] Islamic finance development report 2021, www.refinitive.com accessed on 15 March 2022
[34] Islamic finance development report 2021, www.refinitive.com accessed on 16 March 2022

اعداد و شمار کے مطابق اسلامی بینکاری اثاثوں کا ارتکاز اٹھارہ فیصد مینو فیکچر نگ، ستائیس فیصد ،ریٹیل اور ہول سیل ٹریڈ، چھبیس فیصد گھریلو قرضہ جات، چھ فیصد ریئل سٹیٹ اور چار فیصد زراعت کے شعبہ جات میں پایا جاتا ہے۔[35] ایران میں سلامی بینکنگ میں زیادہ تیزی سے ترقی کررہی ہے۔ جہاں اسلامی بینکوں کے اثاثے آٹھ سواڑ تیس کھرب امریکی ڈالر کی مالیاتی سطح تک پہنچ چکے ہیں۔اس کے بعد سعودی عرب اور ملائشیا کے اسلامی بینک بالترتیب آٹھ سو چھبیس کھرب امریکی ڈالر مالیت کے اثاثہ جات رکھتے ہیں۔[36]

Top Countries in Islamic Finance Assets (2020, USD Billion)

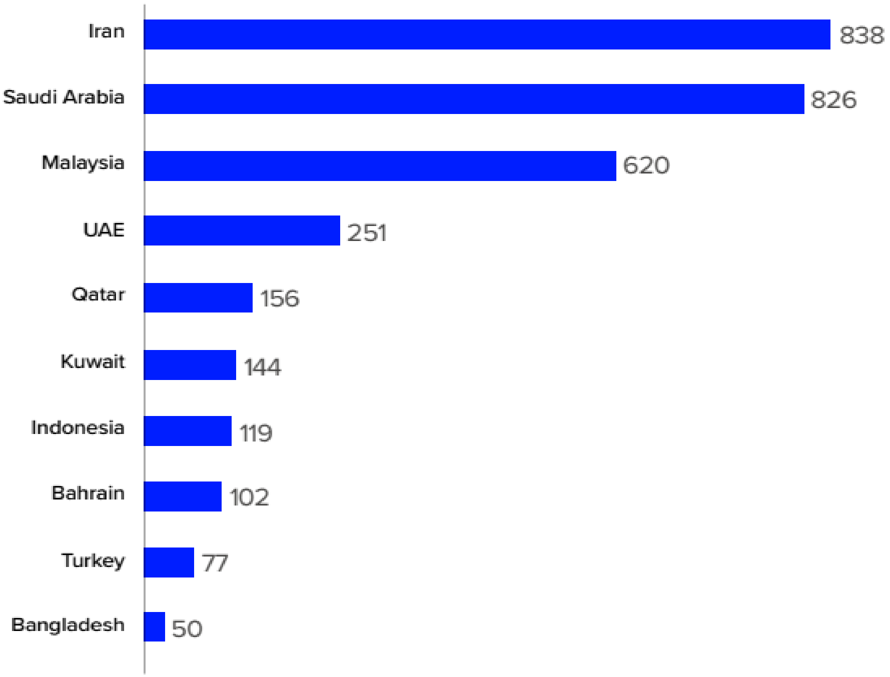

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے بنک دولت پاکستان کے افتتاح کی تقریب میں یکم جولائی 1948ء کو واشگاف الفاظ میں فرمادیا تھا کہ وہ اسٹیٹ بنک کے شعبہ تحقیق کے اس کام کا جو اسلامی نہج پر بنکاری کے لیے ہورہا ہے ،بڑے شغف کے ساتھ انتظار کریں گے کیونکہ مغربی معاشی نظام نے انسانیت کے لیے مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔پاکستان کی پہلی اقتصادی کانفرنس (1949ء) کے موقع پر

[35] Islamic finance stability report 2020, www.ifsb.org, IFSB Malaysia accessed on 21 March 2022
[36] Islamic finance development report 2021, www.refinitive.comaccessed on 15 April 2022

گورنر اسٹیٹ بنک نے کہا تھا کہ اسلام ارتکازِ دولت اور سودخوری کا سخت مخالف ہے ،ایسی منصوبہ بندی کی جائے گی کہ جلد از جلد سود (Interest) کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے گا۔[37] 1952ء میں خواجہ ناظم الدین کا پیش کردہ مسودہ، 1954ء میں چوہدری محمد علی بوگرہ کا تقریباً منظور شدہ دستور، 1956ء کا دستور، 1962ء کا آئین اور موجودہ 1973ء کا آئین۔ان سب میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ ریاست کی ذمہ داریوں میں سود (ربا) کا خاتمہ بھی شامل ہے۔[38]

پاکستان میں اسلامی بینکوں کو 2002ء میں لائسنس دیئے گئے جن میں سب سے پہلا لائسنس میزان بینک جبکہ دوسرا لائسنس البرکہ بینک کو دیا گیا۔اس کے ساتھ ساتھ سودی بینکوں کو اسلامی بینکنگ کے نام پر علیحدہ شاخیں کھولنے کی اجازت بھی دے دی گئی، جس کا مقصد اسلام کے نام پر لوٹ مار تھا، تجارتی بینکوں نے مشارکہ و مضاربہ ترک کر کے مارک اپ کا طریقہ اپنا لیا ہے جبکہ ماہرینِ اسلامی بینکاری کی رائے کے مطابق اسلامی بینکاری کے لیے مضاربہ و مشارکہ پر عمل ضروری ہے۔[39] اسلامی بینکاری کی ساری سرگرمیوں کی بنیاد مشارکہ و مضاربہ پر ہوتی ہے۔پاکستان میں ابھی تک اسلامی بینک مضاربہ و مشارکہ کی بنیاد سے خالی ہیں بلکہ پاکستان میں بیشتر اسلامی بینکاری مرابحہ کی بنیاد پر سرانجام پا رہی ہے۔[40] پاکستانی بینکنگ انڈسٹری (اسلامی و غیر اسلامی) مضبوط اثاثہ جات پر قائم ہے۔ان اثاثوں کی شرح نمو انتہائی حوصلہ افزا ہے۔[41]

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے اعداد و شمار کے مطابق وطنِ عزیز میں اسلامی بینکاری تیزی سے فروغ پا رہی ہے۔اسلامی بینکاری کے اثاثوں کا بینکنگ انڈسٹری کے مجموعی اثاثوں میں تناسب بڑھ کر قریباً 13 فیصد کی سطح پر پہنچ گیا ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت اپلیٹ بنچ (23 دسمبر 1999ء) نے اپنے تاریخ ساز عظیم فیصلے میں سودی بینکاری کو غیر قانونی اور اسلامی قوانین واحکامات کے منافی قرار دیتے ہوئے ہدایت کی کہ اسٹیٹ بنک آف پاکستان میں ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیشن قائم کر کے سود پر مبنی مالیاتی نظام کو اسلامی نظام پر منتقلی کو یقینی بنایا جائے۔یہ تاریخی فیصلہ 1100 صفحات پر مشتمل ہے۔سپریم کورٹ کی شریعت اپلیٹ بنچ میں محترم جسٹس خلیل الرحمٰن، محترم جسٹس منیر اے شیخ، جسٹس وجیہہ الدین اور مولانا تقی الرحمٰن شامل تھے۔اس اہم مسئلے پر معاونت کے لیے 20 جید علمائے کرام، بینکار، قانون دان، معیشت دان، تاجر حضرات اور چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ جیسے لوگ بھی شامل تھے۔[42] تاہم اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی گئی جسے سپریم کورٹ نے مسترد کر دیا اور شریعت بنچ کا فیصلہ برقرار رکھا اور 30 جون 2020 تک فیصلے کے مطابق سودی بینکاری کو ختم کرنے کے لئے متعلقہ اداروں کو ہدایات جاری کیں۔ 2002ء میں دوبارہ سپریم کورٹ میں مسترد شدہ اپیل پر نظر ثانی کی درخواست دائر کی گئی جسے سپریم کورٹ نے منظور کر لیا اور ۲۴ جون کو شریعت کورٹ کے

[37] ریاض الحسن نوری، سود: قبیح ترین جرم، ص۔134

[38] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات معیشت و تجارت، ص۔401

[39] خالد حسین گورائیہ، اسلامی بینکاری کا تاریخی و شرعی جائزہ، ص۔13

[40] ڈاکٹر محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات معیشت و تجارت، ص۔404

[41] SBP financial statement analysis 2021, www.sbp.org.pk accessed on 19 May 2022

[42] مولانا محمد تقی عثمانی، مترجم ڈاکٹر محمد عمران اشرف عثمانی، سود پر تاریخی فیصلہ، مکتبہ معارف القرآن کراچی، اپریل 2008ء، ص۔6-7

23 دسمبر 1999 کے فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے کیس دوبارہ شریعت کورٹ میں بھیج دیا۔ یہ کیس تقریباً 19 سال سے شریعت کورٹ میں زیر التوا تھا۔ حتیٰ کی 28 اپریل 2022 کو شریعت کورٹ نے ایک دفعہ پھر معاصر بینکاری نظام کو سود پر مبنی قرار دیا۔ اس فیصلہ کے خلاف ایک دفعہ پھر اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور چند دیگر بینک اپیل کر چکے ہیں جو عدالت میں زیر التوا ہیں۔ تاہم فیڈرل شریعت کورٹ اپنے 28 اپریل 2022 کے فیصلے میں متعلقہ اداروں اور حکومت کو ہدایات جاری کر چکی ہے کہ دسمبر 2027 تک سودی نظام پر بینک کاری کو ختم کر کے بینکاری کا اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔[43]

سودی بینکاری عہد قدیم کے سود خود مہاجنوں، یہودی ساہوکاروں کے کاروبار ہی کی ایک ترقی یافتہ اور جدید صورت ہے جس کے ذریعے انہوں نے معاشرے کے سفید پوش لوگوں کے سرمائے سے اپنی تجوریاں بھرنے کا لامحدود اختیار حاصل کر لیا ہے۔ ستم کی بات یہ ہے کہ روز بروز سود کے استحصالی نظام میں مزید قوت اور شدت پیدا ہو رہی ہے۔ بنکوں کا معاصر سودی نظام سرمایہ دارانہ فکر کا تحفہ ہے۔[44] مدینہ منورہ میں یہود بالخصوص یہودی قبیلہ بنو قینقاع کا ذریعہ معاش سودی لین دین تھا۔ یہی قبیلہ زیادہ مالدار تھا، یہود کی حرام خوری کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی متعدد مقامات پر آیا ہے۔ سود یہودی مذہب میں بھی حرام تھا تاہم ان میں بھی ماہرینِ معاشیات اور نام نہاد دانشوروں کا ایک طبقہ وجود میں آ گیا تھا جو معاشرہ سے سود کے اخراج کو ناقابل عمل دیتے تھے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ سرمایہ کے عامل پیداوار کی حیثیت سے سود اور بیع میں کوئی فرق نہیں۔[45] ہجرت مدینہ سے قبل مدینہ منورہ میں قبائل اوس و خزرج کی اقتصادی حالت دگرگوں تھی، کیونکہ یہودی قبائل ان کو آپس میں لڑانے کے لیے جنگی ساز و سامان کے علاوہ نقد رقوم بھی بھاری سود (ربا) پر فراہم کرتے تھے۔ یہودی ساہوکاروں نے ان کو اپنے اقتصادی چنگل میں پھنسا لیا تھا۔[46]

اسلامی بینکاری نظام میں مشارکہ اور مضاربہ کی بنیاد پر کام کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق ایران میں قانونِ مضاربہ کو اسلامی بینکاری کی اساس قرار دیا گیا ہے۔ فکر انگیز امر یہ ہے کہ سعودی عرب اور ہمسایہ ملک چین میں بھی بینکنگ کا اندرونی نظام غیر سودی بنیادوں پر استوار کرنے کی کاوش کر رہا ہے۔[47] اسلامی معاشی نظام میں سرمایہ کاری ربا (سود) کے بجائے شرکت اور مضاربت کے اصول ہیں۔ اسلام میں سود ممنوع قرار دیکر اقتصادی و سماجی خرابیوں کی بنیاد کو منہدم کر دیا گیا ہے۔ اسلامی اقتصادی نظام میں ہر روپیہ لگانے والا کاروبار۔ نفع و نقصان اور اسکی پالیسی میں مکمل طور پر شریک ہوتا ہے۔[48] پروفیسر مسعود عالم چودھری (کینیڈا) نے اپنی کتاب میں اسلامی اقتصادیات ریاضی کے فارمولوں سے دو جمع دو چار کی طرح ثابت کیا ہے کہ سود سے مہنگائی بڑھتی

---

[43] Dawn.com/news/1687237, April 28,2022 accessed on 15 June 2022

[44] ڈاکٹر محمود الحسن عارف، موجودہ بینکنگ اور اسلامی بینکاری، ص۔ 18-19

[45] عبدالرحمٰن کیلانی، اسلامی معیشت اور سود، ص۔ 60

[46] محمد یسٰین مظہر صدیقی، ڈاکٹر، عہدِ نبوی میں مسلم معیشت، تحقیقاتِ اسلامی، ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، علی گڑھ انڈیا، اکتوبر۔دسمبر 1983ء، ص، 21-22

[47] محمود الحسن عارف، ڈاکٹر، موجودہ بینکنگ اور اسلامی بینکاری، ص۔ 53

[48] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص۔ 379

ہے کارکردگی کم ہوتی ہے، بے کاری بڑھتی ہے جبکہ مضاربت میں قیمتیں کم ہوتی ہیں، بے کاری ختم ہوتی ہے، کارکردگی بڑھتی ہے۔[49] بلاسود بنکاری کا فروغ معاشی زندگی کی اسلامی تعمیر نو کے لیے ناگزیر ہے۔ اسلامی معاشیات کے ماہرین متفق ہیں کہ بینکاری کا نظام سود کے بغیر بطریق احسن چلایا جاسکتا ہے۔ بینکاری کی اسلامی تنظیم نو شرکت و مضاربت کے اصول وضوابط پر بنیاد پر قائم ہوسکتی ہے، اسلام میں سود کی حرمت مسلمہ ہے جبکہ تجارتی سود اور بینک کا سود (ربا) کی تعریف میں داخل ہے۔[50]

شرکت و مضاربت اسلامی بینکاری کے اہم ترین اجزا ہیں۔ مشارکہ میں دو آدمی سے لے کر جتنے آدمی چاہیں شرکت کر سکتے ہیں۔ دورِ جدید میں شراکتی کاروبار کا کافی رواج ہے اصولِ مشارکہ پر بڑے بڑے تجارتی اور صنعتی کاروبار چل رہے ہیں، اسلام نے مشارکہ کے لیے ایسی شرائط رکھی ہیں جن کو ملحوظ خاطر رکھ کر بڑے سے بڑا بزنس چلایا جاسکتا ہے۔ اسلام کے اصولِ مشارکہ میں تمام حصہ دار اس سے فائدہ بھی حاصل کر سکتے ہیں اور ملک کی صنعت و حرفت کو بھی فروغ مل سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے ذریعے ہزاروں بے روزگار افراد کو روزگار بھی مہیا کیا جاسکتا ہے۔ جب تک دو شراکت دار آپس میں خیانت و بد دیانتی نہیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔[51] نبی کریمؐ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مالِ تجارت ملک شام میں لے کر گئے، اس کاروبار میں اصولِ مضاربت ہی کارفرما تھا۔ علامہ ابن قیمؒ کے مطابق آپ ﷺ نے مضاربت و شراکت میں عملی طور پر حصہ لیا، مضاربت و مشارکت نبی کریم ﷺ سے شرعاً ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مضاربت کی ترغیب و تحریک دی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مضاربت کو سرانجام دیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یتیم کا مال مضاربت پر دیا کرتے تھے۔[52] نبی کریم ﷺ بحیثیت تاجر شراکت پر بھی کاروبار کیا۔[53] مرابحہ خرید و فروخت کی ایک قسم ہے، ابتدائی مرحلے میں بینکوں کو اپنے معاملات اسلامی رخ میں ڈالنے کے لیے آسانی کی خاطر اختیار کیا گیا، بظاہر بنک انٹرسٹ اور مرابحہ ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں حالانکہ یہ درست نہیں ہے۔ مرابحہ بیع کی ایک قسم ہے جس کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے، مرابحہ میں حقیقی چیز کی فروخت ہوتی ہے جبکہ بنک انٹرسٹ میں ایسا نہیں ہوتا۔[54] اسلام نے بینکاری کا منضبط پروگرام 1400 سال پہلے ہی تشکیل دے دیا تھا، دورِ رسالت میں مشارکہ، مضاربہ اور بیت المال جیسا مرکزی مالیاتی ادارہ سرگرم ہو چکا تھا، بینکاری کا قومی مرکزی ادارہ جو آجکل کے مرکزی بینک کا پیش رو ہے، بیت المال کے نام سے جانا جاتا ہے، جو قوم کی مِلک ہوتا ہے اور سوائے اجرائی زر کے سارے کام سرانجام دیتا تھا جو دورِ حاضر میں بنک انجام دیتے ہیں۔[55] عہدِ رسالتؐ اور عہدِ صحابہ میں ہر قسم کے قرض پر اضافہ وصول کرنا ربا (سود) کہلاتا تھا اور اسے حرام سمجھا جاتا تھا خواہ قرض کسی عام ضرورت کے واسطے لیا گیا ہو یا کسی

[49] ریاض الحسن نوری، سود: قبیح ترین جرم، ص۔140

[50] صدیقی، نجات اللہ، ڈاکٹر، غیر سودی بینکاری، ص۔11-13

[51] محمد یونس، حافظ، ڈاکٹر، احکامِ شرکت، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد، 1991ء، ص۔20

[52] ڈاکٹر فرید الدین، مضاربت قرآن وحدیث کی روشنی میں، منہاج لاہور، معیشت نمبر، جنوری۔اپریل 1992ء، ص۔199-201

[53] ڈاکٹر خالد علوی، انسان کامل ﷺ، الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب لاہور، 1997ء، ص۔462

[54] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضراتِ معیشت وتجارت، ص۔402

[55] شاہدہ پروین، جہات الاسلام، ص۔165

تجارتی یا پیداواری ضرورت کے لیے۔لہٰذا یہ خیال غلط ہے کہ جو قرض تجارتی اغراض کے لیے حاصل کیا گیا ہو اس پر مقروض سے معین شرح پر سود وصول کرنا سود (ربا) میں داخل نہیں ہے۔[56] قبائل عرب کی حیثیت مشترک سرمایہ کی کمپنیوں جیسی تھی جن کے ذریعے قبیلے کے افراد مشترک تجارت کیا کرتے تھے لہٰذا یہ قرضے شخصی ضروریات کے بجائے تجارتی اغراض کے لیے ہی ہوتے تھے ۔سید الکونین نبی کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر سود کو قطعی طور پر حرام قرار دے دیا اور اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سود کو معاف کر دیا۔ تمام مسلمانوں کو ہدایت کی کہ سود کی رقم معاف کر دی جائے جبکہ اصل رقم واپس لی جاسکتی ہے۔[57] حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قرآنی لفظ غارمین سے استنباط کر کے ایک نئی چیز کا اضافہ نظر آتا ہے، سرکاری خزانے سے تجارتی یا کسی اور مقصد کے لیے لوگوں کی امداد نہیں بلکہ بلاسود قرض دینا ہے۔دورِ فاروقی میں لوگوں کو سرکاری خزانے سے بلاسود رقرضے جاری کیے جاتے تھے۔اس سہولت سے خلیفہ دوم خود بھی استفادہ کیا کرتے تھے۔[58]

انصار کے دونوں قبائل زراعت پیشہ تھے، حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس زرعی جائیدادوں کے علاوہ ایک دو منزلہ مکان تھا جو دولت مندی کی علامت تھا جبکہ مہاجرین صنعتکار و تاجر تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرمتِ ربا کے بعد اپنے والد کے ترکے میں ملنے والے سودی کاروبار سے دستبردار ہو گئے تھے، حرمتِ ربا سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے سودی کاروبار کے مالک تھے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرمتِ ربا سے پہلے سود پر نقد رقم دیتے تھے، سودی لین دین کی حرمت رفتہ رفتہ ہوئی تھی، خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر سود کو قطعی حرام قرار دیا گیا۔ سود عرب کی سرمایہ دارانہ معیشت کا لازمی جزو بن کر رہ گیا تھا، معروف و مشہور مستشرق منٹگمری واٹ کہتا ہے کہ آقا دو جہاں ﷺ نے ذاتی ضروریات کے لئے سود کو حرام قرار دیا تھا جبکہ پیداواری و تجارتی مقاصد کے لیے سود کو جائز قرار دیا تھا حالانکہ نبی کریم ﷺ نے ہر قسم کا سود حرام قرار دے دیا تھا۔[59]

اخوت۔۔۔اسلامی بینکاری کی عملی مثال:

دورِ حاضر میں "اخوت" ایک ایسا ادارہ ہے جو امیروں کی بجائے غریبوں کو قرضہ دیتا ہے ،اس کی بنیاد ڈاکٹر امجد ثاقب نے رکھی ،اس ادارہ نے غریبوں کو قرضہ دیکر لاکھوں بے روزگاروں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں بینکنگ سیکٹر میں جو طریقہ رائج ہے وہ مغرب سے مستعار لیا گیا ہے، جس سے صرف امیر آدمی فیض یاب ہو سکتا ہے۔ڈاکٹر امجد کی اخوت کا ڈھانچہ قابلِ اعتبار ہے، ایک رپورٹ کے مطابق لاکھ خاندانوں کے لیے غیر سودی قرضے فراہم کیے جا چکے ہیں، لاکھوں خاندانوں کو نہایت عمدہ لباس فراہم کیا گیا ہے۔ بلاسود قرضوں کے معاملہ میں اخوت کا تجربہ وسیع اور نظام پختہ ہے۔ گرامین بنک بنگلہ دیش کے نوبل امن یافتہ ڈاکٹر محمد یونس سے بڑا کام ڈاکٹر امجد نے پاکستان میں کر دکھایا ہے۔ڈاکٹر امجد ثاقب کے ادارے "اخوت" کی بلاسود بینکاری کی کامیابی نے دنیا بھر میں

---

[56] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص۔377

[57] علوی، خالد، ڈاکٹر، انسان کامل ﷺ، ص۔194

[58] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطباتِ بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، اشاعت چہارم، 1992ء، ص۔373-374

[59] صدیقی، محمد یسٰیین مظہر، ڈاکٹر، عہد نبوی میں مسلم معیشت، ص۔22-31

دھوم مچادی ہے،اندرونِ ملک جامعات اور بیرونِ ملک جامعات میں "اخوت " پر تحقیقی مقالے لکھے جا چکے ہیں۔مقالہ نگار ہمارحمٰن لکھتی ہیں:

> "Akhuwat is a philanthropic organization and until now the only source of raising funds through philanthropy. Beginning with an amount of 10 thousand rupees, Akhuwat has to date given loans more than four hundred and forty million rupees and is growing further. Akhuwat as the name implies muakhaat or brotherhood and the idea behind it is that poverty can only be eradicated if society shares its sources with the poor and needy."[60]

ہمارحمٰن مزید لکھتی ہیں:

> "There were two main reasons for establishing it ,as Dr.Saqib felt that interest charged by MFI,S, is against Islam and formal banking sector provides loans to affluent individuals at low rates. This motivated him to provide loans in the form of Qard-e –Hasna."[61]

مذکورہ بالا سطور سے یہ حقیقت واضح ہوکر سامنے آجاتی ہے کہ ڈاکٹرامجد ثاقب ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہیں اوران کاادارہ "اخوت " اسلامی اصول واطوارپر مشتمل جدید اسلامی بینکنگ کی دنیا بھر کے مسلمانوں کی ایک قابلِ تقلید اور قابلِ عمل مثال ہے۔"اخوت " کا مطالعہ وتجزیہ کرنے سے واضح ہوتاہے کہ دورِجدید میں "اخوت "ایک فقید المثال مالیاتی ومعاشی ادارہ ہے جو دنیا بھر کے معیشت دانوں کے لئے مینارہ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔

نتیجہ بحث

موجودہ عالمی معاشی نظام میں بینکاری نظام انتہائی اہم ہے۔روایتی بینکنگ کا سارانظام سودپر مشتمل ہے۔اسلام میں سودی کاروبار سے منع کیاگیاہے۔پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت ملک بھر کے بنکوں میں سودپر پابندی عائد کردی ہے۔افسوس ناک امر یہ ہےاس عدالت کے اس تاریخی حکم نامے پر عمل درآمد کروانے پر ریاستی انتظامیہ ٹال مٹول سے کام لے رہی ہے۔اسلامی بینکاری نظام موجودہ عالمی مالیاتی بحرانوں کا بھی مکمل حل پیش کرتا ہے۔ ڈاکٹرامجد ثاقب کاادارہ"اخوت" بلاسود بینکاری کو فروغ دے رہاہے۔اخوت کامثالی کردار مثالی اور معاشی اداروں کے لئے قابلِ تقلید ہے۔بینکاری کابنیادی کردار مالیاتی ثالث کا ہے۔جو پیسے کی معیشت میں منتقلی میں مدد کرتا ہے۔بینک مختلف قسم کی معاشی سرگرمیوں کے فروغ کا باعث بنتا ہے۔بینک دورِ حاضر کی ایک مفید چیز ہے لیکن سود (ربا) نے نے اس کی ساری منفعتوں پر پانی پھیر دیاہے۔روایتی بینکس کو سودی لعنت سے چھٹکارہ دیناوقت کااہم ترین تقاضاہے۔عالم مسائل کے معاشی مسائل کاحل اسلامی بینکاری کو فروغ دینے میں مضمر ہے۔

---

[60]Huma Rahman,Amani Moaazzam,Nighat Ansari,Role of microfinance institutions in woman women empowerment:A case study of Akhuwat ,Pakistan,A research Journal of South Asian Studies,Vol.30,No.1,June 2015,p.107-125

[61] Ibid

سفارشات و تجاویز

1. تعلیمی و تحقیقی منصوبوں کے ذریعے ایسے افراد تیار کیے جائیں جو اسلامی بینکاری پر مبنی ادارے منظّم کرنے اور منفعت بخش بنیادوں پر چلانے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوں۔
2. بین الاقوامی سطح پر مقصد کے حصول کے لیے اسلامی ممالک اور مغربی ممالک میں مقیم اہلِ فکر و نظر مسلم ماہرین اسلامی بینکاری اور سرمایہ کاری کے مسلم اداروں سے تعاون حاصل کیا جائے، علمائے کرام، دانشوروں، تحقیق کاروں، تاجروں، بینکاروں اور صنعتکاروں سے فکری و عملی تعاون حاصل کیا جائے۔ سرمایہ اور محنت کے اشتراک کی سرکاری سطح پر حوصلہ افزائی کی جائے۔
3. اگر مسلمان آپس میں تجارت کا انتظام کریں اور باہم سود کا تقاضا نہ کریں جبکہ قرض کی صورت میں زیادہ سے زیادہ مضاربت کے اصول پر عمل کریں، تو سود سے بچا جا سکتا ہے، انٹر نیشنل کے باعث سود کے متعلق اسلامی احکامات کو نہیں بدلا جا سکتا، بیرونِ ملک اداروں سے تجارت کی صورت میں سود کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا جبکہ قرض کی صورت میں سود کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔
4. اسلامی بینکاری کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ریاست سود کو قانونی ممنوع قرار دے اور سودی تجارت و کاروبار کو قابلِ سزا جرم قرار دیا جائے۔
5. اسلامی بینکاری کی کامیابی کے لئے ڈاکٹر امجد ثاقب کی اخوت جیسے اداروں سے استفادہ کیا جائے۔ چین، سعودی عرب ایران میں قائم غیر سودی بینکوں کے تجربات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔ علاوہ ازیں نوبل امن انعام یافتہ ڈاکٹر محمد یونس کے گرامین بینک کے تجربات کا مطالعہ و تحقیق کر کے ان سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔
6. اسلامی بینکوں کے قیام اور اس شعبہ میں سرمایہ کاری کے لئے مخیّر اور کاروباری حضرات کو آمادہ کیا جائے۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے احکامات پر عمل درآمد کیا جائے۔

@ 2022 by the author. this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)